

ہیں اور تمہیں پوری آزادی ہے کہ ان میں سے جس کو چاہو اختیار کرو۔

اگر تمہارا دل گواہی دے کہ ہماری دعوت 'عقیدہ' نصب العین 'نظام جماعت اور طریق کار سب کچھ خالص اسلامی ہے' اور ہم وہی کام کرنے اٹھے ہیں جو قرآن و حدیث کی رو سے امت مسلمہ کا اصل کام ہے تو ہمارے ساتھ آ جاؤ۔

اگر کسی وجہ سے تمہیں ہم پر اطمینان نہ ہو اور کوئی دوسری جماعت تم کو ایسی نظر آتی ہو جو خالص اسلامی نصب العین کے لیے اسلامی طریق پر کام کر رہی ہو تو اس میں شامل ہو جاؤ۔ ہم خود بھی ایسی جماعت پاتے تو اسی میں شامل ہو جاتے کیونکہ ہمیں اپنی ڈیزھ لائن کی مسجد الگ چننے کا شوق نہیں ہے۔ اور اگر تم کو نہ ہم پر اطمینان ہے نہ کسی دوسری جماعت پر تو پھر تمہیں اپنے فرض اسلامی کو ادا کرنے کے لیے خود اٹھنا چاہیے اور اسلامی طریق پر ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جس کا مقصد پورے دین کو قائم کرنا اور قول و عمل سے اس کی شہادت دینا ہو۔

ان تینوں صورتوں میں سے جو صورت بھی تم اختیار کرو گے ان شاء اللہ حق پر ہو گے۔

ہم نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ بسلمتی ہوش و حواس ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ صرف ہماری ہی جماعت حق پر ہے اور جو ہماری جماعت میں نہیں ہے وہ باطل پر ہے۔ ہم نے بھی لوگوں کو اپنی جماعت کی طرف دعوت نہیں دی ہے۔ ہماری دعوت تو صرف اس فرض کی طرف ہے جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر اور آپ پر یکساں عائد ہوتا ہے۔ اگر آپ اس کو ادا کر رہے ہیں تو برحق ہیں خواہ ہمارے ساتھ مل کر کام کریں یا نہ کریں۔ البتہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہے کہ آپ نہ خود اٹھیں نہ کسی اٹھنے والے کا ساتھ دیں۔ اور طرح طرح کے حیلے اور بہانے کر کے اقامت دین اور شہادت علی الناس کے فریضے سے جی چرائیں۔

اس میں شک نہیں کہ ایک ہی مقصد اور ایک ہی کام کے لیے مختلف جماعتیں بننا بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے اور اس میں انتشار کا بھی اندیشہ ہے۔ مگر جب نظام اسلامی درہم برہم ہو چکا ہو اور سوال صرف اس نظام کے چلانے کا نہیں بلکہ اس کے از سر نو قائم کرنے کا ہو تو ممکن نہیں ہے کہ ابتدا ہی میں وہ الجماعت وجود میں آ جائے جو تمام امت کو شامل ہو جس کا التزام ہر مسلمان پر واجب ہو اور جس سے علیحدہ رہنا جاہلیت اور علیحدہ ہونا ارتداد کا ہم معنی ہو۔

آغاز کار میں اس کے سوا چارہ نہیں کہ جگہ جگہ مختلف جماعتیں اس مقصد کے لیے بنیں اور اپنے اپنے طور پر کام کریں۔ یہ سب جماعتیں بالآخر ایک ہو جائیں گی اگر نفسانیت اور افراط و تفریط سے پاک ہوں اور خلوص کے ساتھ اصل اسلامی مقصد کے لیے اسلامی طریق پر کام کریں۔

اپنے ارکان سے ہمارا کوئی مطالبہ اس مطالبہ کے سوا نہیں ہے جو اسلام نے ہر مسلمان سے کیا ہے۔ ہم نہ تو اسلام کے اصل مطالبے پر ذرہ برابر کسی چیز کا اضافہ کرتے ہیں اور نہ اس میں سے کوئی چیز گھٹاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ تمہاری یہ جماعت اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنا ڈال رہی ہے۔ یہ بات جو لوگ کہتے ہیں انہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ فرقہ بندی کے اصل اسباب کیا ہوتے ہیں۔ دین میں جن باتوں کی وجہ سے تفرقہ برپا ہوتا ہے ان سب کا اگر آپ استحصا کریں گے تو وہ چار عنوانات پر تقسیم ہوں گی:

ایک یہ کہ اصل دین پر کسی ایسی چیز کا اضافہ کیا جائے جو دین میں نہ ہو اور اسی کو اختلاف کفر و ایمان یا فرق ہدایت و ضلالت کی بنیاد بنا ڈالا جائے۔ دوسرے یہ کہ دین کے کسی خاص مسئلے کو لے کر اس کو وہ اہمیت دی جائے جو کتاب و سنت کی رو سے اس کو حاصل نہیں ہے اور اسی کو گروہ بندی کی بنا قرار دے لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ اجتہادی اور استنباطی مسائل میں غلو کیا جائے اور ان امور میں اپنے مسلک کے سوا دوسرے مسلک والوں کی تفسیق و تضلیل یا تکفیر کی جائے 'یا تم از کم ان سے امتیازی معاملہ کیا جائے۔ چوتھے یہ کہ نبی کے بعد کسی خاص شخصیت کے معاملے میں غلو کیا جائے اور اس کے لیے کسی ایسے منصب کا دعویٰ کیا جائے جسے تسلیم کرنے یا نہ کرنے پر آدمی کے مومن یا کافر ہونے کا مدار ہو۔ یا کوئی جماعت یہ دعویٰ کرے کہ جو اس میں داخل ہے صرف وہی حق پر ہے 'باقی سب مسلمان باطل پر ہیں۔

[تیسرا] ہم صرف اصل اسلام اور بے تم و کاست پورے اسلام کو لے کر اٹھے ہیں۔ اجتماع کی بنیاد ہم نے پورے دین کو قرار دیا ہے 'نہ کہ اس کے کسی ایک مسئلے یا چند مسائل کو۔

اجتہادی مسائل میں ہم تمام ان مذاہب و مسالک کو برحق تسلیم کرتے ہیں جن کے لیے قواعد شریعت میں گنجائش ہے 'ہر ایک کا یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ ان مذاہب و مسالک میں سے جس کا جس پر اطمینان ہو وہ اپنی حد تک اس پر عمل کرے 'اور کسی خاص اجتہادی مسلک کی بنیاد پر گروہ بندی کو ہم جائز نہیں رکھتے۔

اپنی جماعت کے بارے میں بھی ہم نے کوئی غلو نہیں کیا ہے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ حق صرف ہماری جماعت میں دائر و منحصر ہے۔ ہم کو اپنے فرض کا احساس ہو اور ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کو آپ کا فرض یاد دلا رہے ہیں۔ اب یہ آپ کی خوشی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوں یا خود انہیں اور اپنا فرض ادا کریں 'یا جو بھی آپ کو یہ فرض ادا کرتا نظر آئے اس کے ساتھ مل جائیں۔

امارت کے باب میں بھی ہم کسی غلو کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں۔ ہماری یہ تحریک کسی شخصیت کے

بل پر نہیں اٹھی ہے جس کے لیے کسی خاص منصب کا دعویٰ کیا گیا ہو۔ یہاں دعوت کسی شخص یا اشخاص کی طرف نہیں ہے بلکہ اس مقصد کی طرف ہے جو قرآن کی رو سے ہر مسلمان کا مقصد زندگی ہے اور ان اصولوں کی طرف ہے جن کے مجموعے کا نام اسلام ہے۔ یہ امیر صرف اسی جماعت کا امیر ہے نہ کہ تمام امت کا۔ اس کی اطاعت صرف انہی لوگوں پر لازم ہے جو اس جماعت میں شامل ہوں اور ہمارے ذہنوں میں ایسا کوئی تصور تک نہیں ہے کہ ”جس کی گردن میں اس کی بیعت کا قلاوہ نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا“۔

اب خدا ارجمھے بتائیے کہ جب ہم اس طریقے پر کام کر رہے ہیں تو آخر ہماری اس تحریک سے امت میں ایک نیا فرقہ کیسے بن جائے گا؟

ہم سے کہا جاتا ہے کہ اگر تمہیں یہی کام کرنا تھا تو ضرور کرتے، مگر تم نے ایک الگ جماعت مستقل نام کے ساتھ کیوں بنائی، میں ان سے عرض کروں گا کہ جماعت سازی کا یہ تصور ہم نے مجبوراً کیا ہے نہ کہ شوقیہ۔ سب کو معلوم ہے کہ اس جماعت کی تشکیل سے پہلے میں برسوں اکیلا پکارتا رہا ہوں کہ مسلمانو! یہ تم کن راہوں میں اپنی قوتیں اور کوششیں صرف کر رہے ہو، تمہارے کرنے کا اصل کام تو یہ ہے، اس پر اپنی تمام مساعی مرکوز کرو۔ یہ دعوت اگر سب مسلمان قبول کر لیتے، تو کتنا ہی کیا تھا۔ مسلمانوں میں ایک جماعت بننے کے بجائے مسلمانوں کی ایک جماعت بنتی، اور کم از کم ہندستان کی حد تک وہ ”الجماعت“ ہوتی جس کی موجودگی میں کوئی دوسری جماعت بنانا شرعاً حرام ہوتا۔ یہ بھی نہیں تو مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے کوئی ایک ہی اسے مان لیتی تب بھی ہم راضی تھے، اسی میں بخوشی شامل ہو جاتے۔ مگر جب پکار پکار کر ہم تھک گئے اور کسی نے سن کر نہ دیا تب ہم نے مجبوراً یہ فیصلہ کیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ نہیں تو ہمیں اور کیا کرنا چاہیے تھا؟

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تم نے اپنی جماعت کے لیڈر کے لیے ”امیر“ کا لفظ کیوں اختیار کیا؟ امیر یا امام تو صرف بااختیار اور صاحب سیف ہی ہو سکتا ہے۔ اس کی تائید میں کچھ حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں، جن سے استدلال کیا جاتا ہے کہ امامت یا تو امامت علم ہے، یا امامت نماز، یا امامت قتال و جہاد۔ اس کے سوا کوئی تیسری قسم امامت کی نہیں ہے۔

یہ اعتراض جو حضرات کرتے ہیں وہ صرف اس وقت کی فقہ اور اسی وقت کی احادیث سے واقف ہیں جب اسلامی نظام سیاسی اقتدار کی منزل پر پہنچ چکا تھا، اور صاحب سیف امامت قائم ہو گئی تھی۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب سیف چھین جائے، مسلمانوں کی جماعت بااختیار و اقتدار سے محروم ہو جائے، اور اسلامی نظام جماعت بھی درہم برہم ہو جائے، تو اس وقت کے لیے کیا احکام ہیں۔

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایسی حالت میں کیا مسلمانوں کو یہی کرنا چاہیے کہ فرد فرد الگ ہو جائے، بیٹھ کر بس دعا کرتا رہے کہ خدا یا کوئی صاحب سیف امام بھیج دے، یا ایسی امامت قائم کرنے کے لیے کوئی اجتماعی سعی بھی ہونی چاہیے؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ اجتماعی سعی ہونی چاہیے، تو براہ کرم وہ ہمیں بتائیں کہ جماعت بنائے بغیر بھی کوئی اجتماعی سعی کی جاسکتی ہے؟ اگر وہ ملتے ہیں کہ جماعت بنائے بغیر چارہ نہیں ہے، تو کیا کوئی جماعت کسی راہ نما، کسی سربراہ کار، کسی صاحب امر کے بغیر بھی چل سکتی ہے؟ یا پھر وہ صاف صاف یہی بتادیں کہ اسلام میں سیف حاصل ہونے کے بعد کے لیے تو ہدایات موجود ہیں، لیکن ”بے سیفی“ کی حالت میں سیف کس طرح حاصل کی جائے، اس باب میں اس نے کوئی ہدایت نہیں دی ہے۔

عام طور پر لوگوں کو اس مسئلے کے سمجھنے میں جو دقت پیش آتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریمؐ کے عہد میں جب امیر یا امام کی اصطلاح استعمال کی گئی تھی اس وقت اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی اور جس زمانہ میں اسلامی حکومت قائم نہ ہوئی تھی اس وقت حضورؐ خود نبی کی حیثیت سے اقامت دین کی جدوجہد کی قیادت فرما رہے تھے، اس لیے امارت یا امامت کی اصطلاحیں استعمال کرنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ لیکن اسلام کے پورے نظام پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ دین مسلمانوں کے ہر اجتماعی کام میں نظم چاہتا ہے، اور اس نظم کی صحیح صورت یہ تجویز کرتا ہے کہ کام جماعت بن کر کیا جائے، جماعت میں سب و طاعت ہو اور ایک شخص اس کا امیر ہو۔ نماز پڑھی جائے تو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور ایک اس کا امام ہونا چاہیے، حج کیا جائے تو منظم طریق پر کیا جائے اور ایک اس کا امیر حج ہونا چاہیے، حتیٰ کہ تین آدمی اگر سفر کو نکلیں تب بھی ان کو منظم طریقے سے سفر کرنا چاہیے اور اپنے ایک ساتھی کو امیر بنا لینا چاہیے، اذخرج ثلاثۃ فی سفر فلیومروا علیہم احدہم (ابوداؤد)۔ (بلکہ مسند احمد میں جو روایت حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے نقل ہوئی ہے اس میں تو یہ الفاظ ہیں کہ، لا یحل لثلاثۃ یكونوا بفلانۃ من الارض الا امروا علیہم احدہم، حلال نہیں ہے یہ بات کہ تین آدمی کسی جنگل میں ہوں اور وہ اپنے اوپر اپنے میں سے ایک کو امیر نہ بنالیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف سفر ہی میں نہیں، بلکہ ہر حالت میں مسلمانوں کو منظم زندگی بسر کرنی چاہیے اور ان کا کوئی اجتماعی کام بھی جماعت اور امارت کے بغیر نہیں ہونا چاہیے)۔ اسلامی شریعت کی یہی وہ روح ہے جس کو حضرت عمرؓ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جماعت کے بغیر اسلام نہیں، اور امارت کے بغیر جماعت نہیں، اور اطاعت کے بغیر امارت نہیں۔

پس ہمارا استنباط یہ ہے کہ اقامت دین اور شہادت علی الناس کی سعی کے لیے جماعت بنانی

جائے اور جو جماعت بنائی جائے اس کے سربراہ کار کے لیے امیر یا امام کے لفظ کا استعمال بالکل صحیح ہے۔ (اخذ و ترتیب 'شہادت حق' ص ۲۹ تا ۲۴)

زمانہ نبوت کے بعد جب کبھی ایسی کوئی تحریک دنیا میں اٹھی ہے اس کو وہ زبردست اندرونی خطرے پیش آتے ہیں:

ایک یہ کہ ایسی جماعت بنے اور ایسی تحریک لے کر اٹھنے کے بعد بہت جلدی لوگ اس غلط فہمی میں پڑ گئے ہیں کہ ان کی جماعت کی حیثیت وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں اسلامی جماعت کی تھی۔ بالفاظ دیگر یہ کہ جو اس جماعت میں نہیں ہے 'عن شد شد فی النار'۔ یہ چیز بہت جلدی اس جماعت کو مسلمانوں کا ایک فرقہ بنا کر رکھ دیتی ہے اور پھر اس کا سارا وقت اصل کام کے بجائے دوسرے مسلمانوں سے الجھنے اور مناظرے کرنے میں گھپ جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ایسی جماعتیں جس کو اپنا امیر یا امام تسلیم کرتی ہیں اس کے متعلق ان کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ اس کی وہی حیثیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کی تھی۔ یعنی جس کی گردن میں اس امام کی بیعت کا قلاوہ نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس غلط فہمی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی ساری تنگ و دو بس اپنے امیر یا امام کی امارت و امامت منوانے پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ ہم کو ان دونوں خطرات سے بچ کر چلنا ہے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ ہماری حیثیت بعینہ اس جماعت کی سی نہیں ہے جو ابتداً نبی کی قیادت میں بنتی ہے بلکہ ہماری صحیح حیثیت اس جماعت کی ہے جو اصل نظام جماعت کے درہم برہم ہو جانے کے بعد اس کو تازہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ نبی کی قیادت میں جو جماعت بنتی ہے وہ تمام دنیا میں ایک ہی اسلامی جماعت ہوتی ہے اور اس کے دائرے سے باہر صرف کفر ہی ہوتا ہے۔ مگر بعد میں اس نظام اور کام کو تازہ کرنے کے لیے جو لوگ انہیں ضروری نہیں کہ ان سب کی بھی ایک ہی جماعت ہو۔ ایسی جماعتیں بیک وقت بہت سی ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ بس ہم ہی اسلامی جماعت ہیں اور ہمارا امیر ہی امیر المؤمنین ہے۔ اس معاملہ میں تمام ان لوگوں کو جو جماعت میں شامل ہوں غلو سے سخت پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ بہر حال ہم کو مسلمانوں میں ایک "فرقہ" نہیں بننا ہے۔ خدا ہمیں اس سے بچائے کہ ہم اس کے دین کے لیے کچھ کام کرنے کے بجائے مزید خریداریاں پیدا کرنے کے موجب بن جائیں۔ (درد و جماعت اسلامی حصہ اول ص ۱۳ تا ۱۵: تقریر اجتماع اول منعقدہ ۱-۵ شعبان ۱۳۶۰ھ ۲۵-۲۹ اگست ۱۹۴۱)